© rasailojaraid.com

"تاریخ جماعتِ اسلامی" حصہ دوم کا باب اول

تاسیس و قیامِ جماعت

(پہلی قسط)

آباد شاہ پوری

قیامِ جماعت کے لئے اذان پکار دینے کے بعد' اس ضمن میں صفر ۱۳۶۰ھ کے ترجمان القرآن میں جو اعلان شائع ہوا' اس میں ان تمام لوگوں کو دعوت دی گئی تھی' جو اسلامی تحریک کے لئے کام کرنے والی جماعت کے نظریہ' مقصد اور نصب العین سے متفق تھے اور اس کے لئے مجوزہ نقشۂ کار کے مطابق عملی جدّوجہد کرنے کی تڑپ رکھتے تھے ا۔ کہ وہ اجتماعی ہیئت اختیار کرنے کے لئے مجتمع ہوں گے' چنانچہ اس دعوت کے جواب میں لبیک کہنے کے منتظر افراد کی طرف سے اطلاعات پہنچنے لگیں۔ ان اطلاعات سے پتہ چلتا تھا کہ ملک میں ایسے اصحاب کی خاصی تعداد موجود ہے جو جماعت اسلامی کی تشکیل اور اس کے نظریہ سے متفق ہیں اور اس نظریہ کو عملی جامہ پہنانے کی جدّوجہد کرنے پر آمادہ ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ بعض مقامات پر لوگوں نے اپنے طور پر جماعتی حلقے قائم کر لئے ہیں اور دعوت و تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ اجتماع کی تاریخ یکم شعبان ۱۳۶۰ھ (۲۵ اگست ۱۹۴۱ء) مقرر کر دی گئی اور جن لوگوں نے جماعت اسلامی میں شمولیت کا ارادہ ظاہر کیا تھا' ان سب کو ہدایت کر دی گئی کہ جہاں اجتماعی حلقے وجود میں آگئے ہیں وہاں سے صرف منتخب نمائندے اور جہاں لوگ ابھی انفرادی صورت میں ہیں وہاں سے حتی الامکان ہر شخص آجائے۔ ۲۔

اہلِ جنوں کی آمد

لوگ ۲۸ رجب ہی سے آنے لگے۔ یکم شعبان تک تقریباً ساٹھ اصحاب پہنچ چکے تھے۔ باقی آنے والوں کا انتظار تھا۔ بعض دیگر وجوہ کی بناء پر بھی اجتماع یکم شعبان کو شروع نہ ہو سکا۔ یہ سارا دن آنے والوں نے باہمی ملاقاتوں' تعارف اور تحریک کے متعلق تبادلۂ خیال میں گذارا۔ اور یہ سلسلہ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں صبح سے شام تک جاری رہا۔ شام کو لوگ دیر تک ترجمان القرآن کے دفتر میں بیٹھے رہے۔ تقریباً ہر شخص کے مرکزِ توجہ سیّد ابوالاعلیٰ مودودی" تھے' وہ جن کی پکار ان سب کو یہاں کھینچ لائی تھی۔ لوگ مختلف نوعیت کے مسائل پیش کرتے اور سیّد صاحب" انہیں حل کرتے رہے۔ نماز عشاء تک یہی رنگ محفل رہا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قافلۂ شوق کا رنگ و آہنگ

اگلے روز ۲ شعبان ۱۳۶۰ھ (۲۶ اگست ۱۹۴۱ء) کو صبح آٹھ بجے باقاعدہ اجتماع شروع ہوا۔ ۷۵۔۳ افراد ہندوستان کے گوشے گوشے سے اسلامیہ پارک' پونچھ روڈ لاہور کی مبارک (حال ریاض قدیر) مسجد کے سامنے فصیح منزل سے متصل ایک مکان میں واقع ترجمان القرآن کے دفتر میں سمٹ آئے تھے اور ایک ایسا فیصلہ کرنے چلے تھے جو وقت اور تاریخ کے دھارے کو متاثر کرنے والا تھا۔ ان ۷۵ حضرات کی فہرست غالباً" محفوظ نہیں رہی یا شاید اس کو محفوظ رکھنے کا اہتمام نہ ہو سکا! البتہ اس دوران میں جو مختلف روایات سامنے آئیں' ان کی روشنی میں اجلاس میں شریک ہونے والے جماعت اسلامی کے تقریباً پچاس فی صد بانی ارکان کی فہرست مرتب ہو گئی تھی۔ اس فہرست کی رو سے مندرجہ ذیل اصحاب تاسیسی اجتماع میں شریک ہوئے تھے:

۱۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

۲۔ مولانا محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان۔ بریلی (حال لکھنؤ)

۳۔ ملک نصراللہ خان عزیزؒ بی اے (لاہور) ملک صاحب تاسیسی اجتماع میں شامل نہیں تھے (طفیل محمد ۴۔

۴۔ میاں طفیل محمد بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ کپور تھلہ

۵۔ چوہدری عبد الرحمٰن صاحب (راہوں ضلع جالندھر)

۶۔ مولانا سید عبد العزیز شرقی (جالندھر)

۷۔ چوہدری محمد اکبر ایم اے بی ایڈ (سیالکوٹ)

۸۔ مستری محمد صدیق صاحب۔ سلطان پور لودھی ریاست کپور تھلہ

۹۔ حافظ فتح اللہ (راہوں ضلع جالندھر)

۱۰۔ جناب نعیم صدیقی (فضل الرحمان)

۱۱۔ قمرالدین خان ایم اے

۱۲۔ مولانا صدر الدین اصلاحی ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی۔ انڈیا

۱۳۔ مولانا سید صبغت اللہ بختیاری (فاضل دیوبند' دارالارشاد' مدراس)

۱۴۔ مولانا سید محمد جعفر شاہ پھلواروی ۔ خطیب شاہی مسجد کپور تھلہ

۱۵۔ مولانا نذیر الحق میرٹھی

۱۶۔ ڈاکٹر سید نذیر علی زیدی (الہ آباد)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۷ - جناب محمد بن علی علوی کاکوروی، لکھنؤ

۱۸ - شیخ فقیر حسین بی اے۔ سلطان پور لودھی ریاست کپور تھلہ

۱۹ - ماسٹر عزیز الدین صاحب ۵۔ شہر کپور تھلہ (فیصل آباد آکر کوہ نور مل کے پاس انھوں نے جماعت کو مقامی مرکز کے لئے اراضی دی)

۲۰ - شیخ نذر محمد (سید اسعد گیلانی نے ڈاکٹریٹ کے اپنے مقالے میں جس کا ذکر آگے آتا ہے، نذر حسین لکھا ہے، یہ شیخ فقیر حسین کے بھائی تھے اور ان کا بیان زیادہ قرین صحت ہے۔) ان کا نام نذر محمد ہی ہے۔ یہ شیخ فقیر حسین مرحوم کے بھائی تھے (طفیل محمد)

۲۱ - شیخ فضل محمد ۶۔

۲۲ - مولوی محمد علی (فیروز پور) ۷۔

۲۳ - سید محمد شاہ ایم اے ۸۔ لاہور

۲۴ - چوہدری عبد الغنی۔ گہلن چک ۹۔ نزد پتوکی ضلع قصور

۲۵ - قاضی حمید اللہ بی اے (سیالکوٹ) ۱۰۔

۲۶ - ملک غلام علی بی اے (جسٹس ریٹائرڈ) خوشاب

۲۷ - عبد الجبار غازی ایم اے بی ٹی پرنسپل اینگلو عربک کالج دہلی

۲۸ - سید محمد حسنین جامعی بی اے دربھنگہ

۲۹ - چوہدری نصرت حسین بی اے بی ٹی (گوجرہ)

۳۰ - چوہدری غلام جیلانی بی اے ۱۱۔

۳۱ - شیخ عبد الحمید پھگواڑا ریاست کپور تھلہ ۱۲۔

۳۲ - عطاء اللہ پتواکھالی (بنگال) ۱۳۔

سید اسعد گیلانی نے اپنی مطبوعہ کتاب 'تاریخ جماعت اسلامی' میں جدید و قدیم تعلیم یافتہ اصحاب کی الگ الگ فہرست دی ہے۔ علماء کی فہرست میں وہ مندرجہ بالا فہرست میں شامل بعض علماء کے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب کے اسماء کا اضافہ کرتے ہیں:

۳۳ - مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانوی

۳۴ - مولانا محمد علی کاندھلوی سیالکوٹ

۳۵ - مولانا محمد عبد اللہ روڑی، حصار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۶ - مولانا محمد عبد اللہ ولتا کیم (مدراس)

۳۷ - مولانا محمد الیاس ندوی گوندلوی ضلع گوجرانوالہ

۳۸ - مولانا الٰہی بخش ڈیرہ جاڑہ، سرگودھا

۳۹ - مولانا عبد القادر عاجز قصوری ۱۴؎

اس ادھوری فہرست کو ڈاکٹر سیّد اسعد گیلانی کی تازہ ترین تحقیق نے مکمل کر دیا۔ انھوں نے ڈاکٹریٹ کے لئے جو تحقیقی مقالہ جماعت اسلامی (۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۷ء) قلم بند کیا اس میں جماعتِ اسلامی کے ۷۵ بانی ارکان کی مکمل فہرست دی ہے۔ ہر نام کے ساتھ عمر اور مقام کے کوائف اور تصدیق کنندہ کا نام اور حوالہ دیا ہے۔ بلا شبہ یہ فہرست ایک محقق کی محنت کا شاہکار ہے۔ اس فہرست میں ملک نصر اللہ خان عزیز، مولانا صدر الدین اصلاحی، عبد الجبار غازی، چوہدری غلام جیلانی اور مولانا عطاء اللہ حنیف کے اسماء شامل نہیں ہیں۔ باقی ۴۱ اصحاب حسبِ ذیل ہیں:

۱ - محمد عبد اللہ مصری (یو پی)

۲ - سیّد محمد یوسف (بھوپال)

۳ - چوہدری چراغ دین سابق مینجر ماہنامہ ترجمان القرآن (گورداسپور) رحمان پورہ لاہور میں ہیں

۴ - سردار محمد اکبر خان (کیمبلپور)

۵ - سلطان محمود غازی مرووال (خوشاب)

۶ - عبد المجید صدیقی پرانی انار کلی (لاہور)

۷ - منظور احمد

۸ - حکیم خواجہ اقبال احمد ندوی (یو پی)

۹ - شمس الحق صدیقی (یو پی) سکھر آکر فوت ہوئے۔

۱۰ - حافظ محمد زکریا ایم اے (امرتسر) سرگودھا آکر فوت ہوئے۔

۱۱ - ماسٹر حاجی محمد شفیع (امرتسر) گوجرانوالہ آکر فوت ہوئے۔

۱۲ - چوہدری رفیع الدین (بارہ بنکی) یو پی

۱۳ - مولوی محمد یونس (حیدر آباد دکن)

۱۴ - عبد القادر صاحب (حیدر آباد دکن)

۱۵ - صوفی صابر علی (لدھیانہ) راولپنڈی میں ہیں

۱۶ - عطاء اللہ سجاد (کپور تھلہ) لاپتہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۷ - سید عظمت علی شاہ (کپور تھلہ) بعد تقسیم اوکاڑہ آکر چوہدری عبد الرحمٰن وغیرہ کے ساتھ اوکاڑہ بس سروس قائم کی (طفیل محمد)

۱۸ - حکیم سید محمد حسن بخاری (کپور تھلہ) ۱۵ء ملتان آکر فوت ہوئے۔

۱۹ - حاجی محمد صاحب (پتوکی)

۲۰ - حافظ محمد شریف احسن (سرگودھا)

۲۱ - چوہدری محمد شفیع بی اے بی ٹی (گجرات)

۲۲ - عبد الرحمٰن خان۔ یہ چوہدری عبد الرحمٰن کپور تھلہ کے ہیں جو بعد تقسیم اوکاڑہ کی جماعت کے امیر رہے۔ یہ خان نہیں صرف چوہدری ہی تھے۔ (طفیل محمد)

۲۳ - مولوی محمد فاضل (مدراس) ضلع گورداسپور

۲۴ - چوہدری شفیع احمد (یوپی)

۲۵ - حکیم شیر محمد (لدھیانہ) ضلع ملتان میں آکر آباد ہوئے اور وہیں فوت ہوئے (طفیل محمد)

۲۶ - مولوی محمد ابراہیم (فیروز پور) اب شہداد پور سندھ میں ہیں۔ (طفیل محمد)

۲۷ - بابا محمد بخش (سرگودھا)

۲۸ - بابا احمد بخش (سرگودھا)

۲۹ - حکیم محمد خالد (الٰہ آباد)

۳۰ - محمد اسحاق صاحب (الٰہ آباد)

۳۱ - ناظر شمسی (دہلی) پاکستان سروس سے ریٹائر ہو کر اب گلبرگ لاہور میں ہیں۔

۳۲ - ماسٹر اکبر علی (فیصل آباد)

۳۳ - ڈاکٹر محمد اسلم چغتائی (امرتسر) سرگودھا میں فوت ہوئے۔

۳۴ - صابر علی صاحب (الٰہ آباد)

۳۵ - شاکر علی صاحب (الٰہ آباد)

۳۶ - ظہور احمد جبار اللہ (الٰہ آباد)

۳۷ - عبد المجید چھوٹانی (بمبئی)

۳۸ - مولوی عبد القادر (پتوکی)

۳۹ - محمد انور (لاہور)

۴۰ - تسنیم قریشی (لکھنؤ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۱ - مولوی امام الدین فائق (پٹنہ) ۱۶ سے

جماعتِ اسلامی کے تاسیسی ارکان کی اس فہرست سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ سید مودودیؒ کے اثرات کہاں کہاں پہنچ چکے تھے ۱۷۔ ان میں قابل لحاظ تعداد علما کی تھی۔ اسی تناسب کے ساتھ اعلیٰ جدید تعلیم یافتہ افراد تھے، ایسے اصحاب بھی تھے جو متوسط تعلیم یافتہ تھے۔ نوجوانوں کی بڑی تعداد وہ تھی جو کالجوں اور یونیورسٹیوں اور قدیم دینی مدارس سے تازہ دم فارغ ہو کر آئے تھے یا ہنوز قدیم و جدید درس گاہوں میں زیرِ تعلیم تھے۔ ان میں شہری بھی تھے اور دیہاتی بھی، سرکاری ملازم بھی تھے، ہنر مند اور پیشہ ور بھی، کالجوں، اسکولوں اور مدرسوں کے اساتذہ بھی تھے اور ڈاکٹر اور صحافی بھی، کاشتکار بھی تھے اور زمیندار بھی، تاجر بھی تھے اور دستکار بھی۔ ان کی اکثریت مسلم معاشرہ کے متوسط طبقے سے تعلق رکھتی تھی۔ خود سید صاحبؒ کا تعلق بھی متوسط طبقہ ہی سے تھا۔ ان میں جو زمیندار تھے وہ بھی چھوٹے تھے یا طبقۂ اوسط سے آئے تھے۔ عمر کے لحاظ سے یہ لوگ انیس بیس برس سے لے کر چالیس پچاس برس کے پیٹے میں تھے۔ ان میں سب سے معمر ڈاکٹر نذیر علی زیدی تھے جن کی عمر ۵۲ برس تھی۔ خود سید مودودیؒ اس وقت ۳۸ برس کے تھے۔ جیسا کہ ہر دعوت اور تحریک کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے کہ اس کو قبول کرنے والے اوّلاً زیادہ تر نوجوان ہوتے ہیں۔ یہی کیفیت دعوت اسلامی کی تھی۔ اس پر لبیک کہنے والوں کی اکثریت بھی نوجوانوں پر مشتمل تھی۔

اقتصادی اور معاشی اعتبار سے یہ حضرات چند ایک کو چھوڑ کر زیادہ تر غریب اور کمزور طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ جن لوگوں کی اقتصادی اور معاشی زندگی مستحکم اور استوار ہو چکی تھی وہ بڑی حد تک خود کفیل تھے۔ خوش حال عنصر نہ ہونے کے برابر تھا۔ نوجوانوں کی اکثریت یا تو ابھی اپنے گھر والوں کی دستِ نگر تھی یا معاشی میدان میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی جدّوجہد کر رہی تھی۔ دینی فکر اور مسلک کے لحاظ سے یہ لوگ اہل السنّۃ کے تقریباً ہر مکتب فکر سے آئے تھے۔ سیاسی فکر کے اعتبار سے بڑی عمر کے اصحاب میں سے اکثر یا تو تحریکِ خلافت اور تحریکِ ترک موالات میں کسی نہ کسی رنگ میں عملاً حصہ لے چکے تھے یا کم از کم ان کے ساتھ ذہنی طور پر وابستہ رہے تھے۔ ان میں وہ لوگ بھی تھے جو کانگریس کے پرچم تلے جنگِ آزادی میں اس امید میں شریک رہے تھے کہ آزادی کے بعد ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہو گی، تحریکِ اسلامی کے لٹریچر نے ان پر پہلی بار اس سنگین حقیقت کو آشکارا کیا تھا کہ وہ کعبہ پہنچنے کے لئے کعبہ کی راہ پر چلنے کے بجائے ترکستان کے راستے پر سرابوں کا تعاقب کرتے رہے ہیں۔ نوجوانوں کی ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بڑی تعداد ان سیاسی طوفانوں کے زمانے میں طفولیت اور ابتدائی تعلیمی مراحل سے گزر رہی تھی۔ اس طرح وہ اپنے ذہنوں میں ان تحریکوں کے تاثرات لئے ہوئے جوان ہوئی تھی۔ پھر تحریک خلافت کے بعد مسلمان معاشرے پر الحاد و بے دینی اور فکری و تہذیبی فتنوں کا جو ہجوم شروع ہوا' اور انگریزی تعلیم و تہذیب کے شجرِ خبیثہ نے جو گُل کھلائے' ان سے بھی نوجوانوں کی خاصی تعداد متاثر ہو کر الحاد و گمراہی کی وادیوں میں بھٹک رہی تھی' دعوت اسلامی نے ان سب کی دست گیری کی اور انھیں تباہ کن وادیوں اور راہوں سے نکال کر اسلام کی صراطِ مستقیم پر ڈالا۔ پھر وہ نوجوان بھی تھے جو تحریک خلافت کے بعد شروع ہونے والی سیاسی تحریکوں سے متاثر تھے۔ ان میں احراری بھی تھے اور خاکسار اور مسلم لیگی بھی۔ تحریک اسلامی کے لٹریچر نے ان کے فکر و نظر کی دنیا بدل ڈالی۔ اس طرح چند علاقوں کو چھوڑ کر بر صغیر کے تقریباً ہر علاقے اور مسلم معاشرے کے ہر طبقے اور دائرے سے ہر فقہی مسلک اور ہر سیاسی نقطۂ نظر رکھنے والے لوگوں کے اندر سے چھٹ کر اور ایک نصب العین پر یکسو ہو کر ایک اجتماعی ہیئت اختیار کرنے کے عزم کے ساتھ یہ لوگ یہاں جمع ہو گئے تھے۔ یہ لوگ بولی (dialect)' نسل' رنگ' اور عام لباس' رہن سہن ہر لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف تھے' پھر یہ جن علاقوں سے آئے تھے ان میں ہزاروں میل کی مسافتیں تھیں' تاہم جس دین نے انھیں ایک اُمت بنا دیا تھا اور ان کے اندر فکری و تہذیبی اشتراک پیدا کر دیا تھا' اس نے ساری دوریاں اور فاصلے ختم کر دیئے تھے۔ ان کی سوچ یکساں تھی' ان کے جذبات یکساں تھے' ان کے دل ایک مقصد اور نصب العین کے لئے دھڑک رہے تھے۔

پھر یہ لوگ جس ماحول سے نکل کر آئے تھے وہ کسی ٹھوس کام کے لئے سخت ناسازگار تھا۔ مادیت زندگی پر غالب آچکی تھی اور لوگ مادی منفعتوں کو اخلاقی و دینی قدروں' بے لوث خدمت اور بے مزد مساعی پر ترجیح دیتے تھے۔ دوسری جنگِ عظیم اتحادی طاقتوں کے لئے خطرناک صورت اختیار کر گئی تھی اور اس کے اثرات برّ صغیر کی اجتماعی زندگی پر پڑ رہے تھے۔ ملک کے اندر معاشی و سیاسی تغیرات بڑی تیزی سے فیصلہ کن انداز میں آ رہے تھے۔ ہر طرف اخلاقی خلفشار برپا تھا۔ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت کو مغرب زدگی نے آلیا تھا۔ تحریک خلافت کے دوران میں تہذیب فرنگی کے خلاف جذبات و عمل کی جو فضا پیدا ہوئی تھی وہ معدوم ہو چکی تھی اور فرنگی افکار اور تہذیبی قدروں نے مسلم معاشرے پر از سر نو جارحانہ حملہ کر دیا تھا اور اس حملے کے جلو میں آنے والے فتنے انگریزی درس گاہوں میں تعلیم پانے والی نئی نسل کو بری طرح اپنی لپیٹ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں لے چکے تھے۔ عام مسلمان بر صغیر کی دوسری قوموں کے مقابلے میں کہیں زیادہ اقتصادی بد حالی اور اخلاقی انحطاط میں گرفتار تھے۔ علماء فروعات پر بحث و جدال میں مصروف تھے۔ ضال اور مضل گروہوں اور غیر اسلامی فرقوں نے' جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر امت کے درمیان سرگرم عمل تھے' اس بگاڑ میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔

انڈین نیشنل کانگرس جس کی بنیاد متحدہ وطنی قومیت پر رکھی گئی تھی اور جو سیکولر جماعت ہونے کی مدعی تھی' اب ہندو قوم پرستی اور اس کے تہذیبی احیاء کا کھلا نشان بن گئی تھی اور ۱۹۳۰ء میں اس نے مسلمانوں کو نظر انداز کر کے جنگِ آزادی لڑنے کا جو اعلان کیا تھا' اس پر عمل پیرا ہو کر آزاد ہندوستان کے درو بست پر بلا شرکت غیرے قبضہ کرنے کی جدوجہد کے آخری مرحلے میں قدم رکھ چکی تھی۔ دوسری طرف مسلم لیگ جس کا قیام مسلمانوں کے سیاسی حقوق کے حصول و تحفظ کے لئے عمل میں آیا تھا' مختلف مراحل سے گزر کر اپنا ایک واضح مقصد ——— حصولِ پاکستان ——— متعین کر چکی تھی۔ پاکستان کی ریاست اور اس کے نظامِ حکومت کے بارے میں اگرچہ کہا جا رہا تھا کہ وہ اسلامی ہو گا' لیکن اس ریاست کے حصول کی جدوجہد کرنے والی اس جماعت کی تنظیم نو انہی بنیادوں پر کی جا رہی تھی جن پر کوئی بھی قوم پرست تنظیم کھڑی کی جاتی ہے اور جس کی جدوجہد کا منطقی نتیجہ سیکولر قومی حکومت کے قیام ہی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس طرح دونوں ملک گیر جماعتوں میں زبردست کشمکش شروع ہو چکی تھی اور اس کشمکش نے بر صغیر کی سیاست میں ہیجان پیدا کر دیا تھا۔ ہر طرف ولولہ انگیز جذباتی نعرے گونج رہے تھے جو اپنے ساتھ قلوب و اذہان کو بہائے لئے جا رہے تھے۔ ایسے ہنگامہ خیز حالات میں "ایک خاموش اور بے لذّت تحریک" ۱۸ کے لئے معاشرہ کے ہر گروہ اور طبقے سے ان مٹھی بھر افراد کا چھٹ کر آنا فی الحقیقت ایک حوصلہ افزا مستقبل کی غمازی کرتا تھا۔ جماعتوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ ادھر کوئی جماعت وجود میں آتی ہے ادھر مفاد پرستوں کا ہجوم اس کے مناصب پر قبضہ کرنے کے لئے امڈ پڑتا ہے' لیکن بقول سیّد مودودیؒ "ہنگامہ پسندوں' شہرت کے طلب گاروں' جاہ پرستوں' جوشیلے اور جذباتی آدمیوں کے لئے اس جماعت کے اندر کشش کی کوئی چیز نہ تھی کہ کوئی اس میں حصہ لینے کا خیال کرتا ۱۹۔ چنانچہ وہی لوگ اس جماعت کی طرف آئے تھے جن کے اندر خالصتہً لوجہ اللہ اقامت دین کا کام کرنے کی تڑپ تھی' جو دیکھ رہے تھے کہ اس راہ میں دور دور تک لذّت یابی اور جاہ طلبی کا کوئی امکان نہیں' جن کے اندر کسی مفاد کا خیال لائے اور کسی منفعت کی توقع کئے بغیر پتّہ ماری سے کام کرنے کا عزم اور حوصلہ تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اجتماع کا پس منظر

پھر ان لوگوں کو محض کسی حادثے نے یہاں جمع نہیں کر دیا تھا اور نہ انھیں بلانے والے نے اپنے دل میں اٹھنے والی کسی وقتی موج کی پکار پر اپنی قیادت و سیادت کا سکہ جمانے اور چوہدراہٹ قائم کرنے کے لئے بلایا تھا۔ بلکہ اس کے پیچھے گہرے مطالعہ، سوچ بچار اور دعوت و تبلیغ کا ایک پورا دور کارفرما رہا تھا۔ سید مودودیؒ کے اپنے الفاظ میں یہ ان کے ۲۲ سال کے مسلسل تجربات، مشاہدات، مطالعے اور غور و خوض کا نچوڑ تھا، جس نے ایک اسکیم کی شکل اختیار کی تھی ۲۰۔ اور جس کی طرف وہ گزشتہ نو برس سے شب و روز بلاتے رہے تھے۔ پھر جماعت تشکیل دینے سے پہلے سید صاحبؒ متواتر چار برس تک اس وقت تک بر صغیر میں کام کرنے والی مسلمان جماعتوں اور قیادتوں کو توجہ دلاتے رہے کہ ان کے کرنے کا کام ہے تو یہ ہے۔ اگر ان کے پیشِ نظر آزاد ہندوستان یا پاکستان میں واقعی اسلام کا نفاذ، مسلمانوں کا تہذیبی تحفظ اور اسلامی حکومت کا قیام ہے تو پھر انہیں اپنی جماعتوں کو اسلامی خطوط پر منظم کرنا اور اسلامی نصب العین کو مرکز جہد و عمل بنانا چاہئے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے کارکنوں کے فکر و کردار کی تربیت اور ایک مشنری کی حیثیت سے اسلامی طریقِ کار کو اختیار کرتے ہوئے سعی و جہد کرنی چاہئے۔ ان جماعتوں سے مایوس ہونے کے بعد بھی سیّد صاحبؒ کی یہی کوشش رہی کہ اللہ کا کوئی اور بندہ اٹھے اور اس کام کو منظم کرے۔ وہ اسلامی تحریک کے احیاء اور اقامت دین کے لئے جدّوجہد کرنے والی جماعت کا خاکہ پیش کر کے تقریباً چار مہینے انتظار کرتے رہے کہ جو لوگ تقویٰ، تجربہ اور سن و سال میں ان پر فوقیت رکھتے ہیں، ان میں سے کوئی صاحب اٹھیں اور اس کام کے لئے عملی اقدام کریں ۲۱۔ لیکن جب کوئی بھی آگے نہ بڑھا تو سیّد صاحبؒ خود آگے بڑھنے کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہو گئے کہ کوئی اور کام کرتا یا نہ کرتا، سیّد صاحب کی زندگی کا تو یہ نصب العین تھا اور وہ فیصلہ کر چکے تھے کہ جئیں گے تو اسی نصب العین کی خاطر اور مریں گے تو اسی نصب العین کے لئے۔ اس طرح اسلامی نصب العین کے لئے عملی جدوجہد کرنے کی جو پکار سیّد صاحبؒ نے بلند کی وہ ایک سوچی سمجھی پکار تھی اور اسمیں بلانے والے کی کسی ذاتی غرض کا کوئی شائبہ نہ تھا یہ پکار خالصتہً اللہ کے لئے تھی اور اسی کے توکّل پر بلند کی گئی تھی۔ بر صغیر کی یہ پہلی اجتماعی ہیئت تھی جو کسی اچانک رونما ہونے والے حادثے کے نتیجے میں نہیں بلکہ طویل عرصے کے غور و خوض اور سوچی سمجھی سکیم کے ساتھ قائم کی جا رہی تھی ۲۲۔ اور جس کے پیچھے داعی کا رضائے الٰہی حاصل کرنے اور ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان پر جو فریضہ عائد ہوتا تھا اس کو انجام دینے کے سوا اور کوئی مقصد نہ تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حواشی و تعلیقات

۱۔ یہ نقشۂ کار محرم ۱۳۶۰ھ کے ترجمان القرآن کے اشارات میں پیش کیا جا چکا تھا۔ جسے بعد ازاں مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم میں ایک صالح جماعت کی ضرورت' کے عنوان سے شامل کر دیا گیا۔

۲۔ تحریری دعوت نامہ ڈیڑھ سو اصحاب کو بھیجا گیا تھا۔ ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے ادارۂ دارالاسلام کے ساتھ رابطہ قائم کر رکھا تھا اور وہ بھی جو سید صاحبؒ کی دعوت سے متاثر ہو کر ایک مدت سے اپنے طور پر انفرادی طور پر یا حلقے بنا کر کام کر رہے تھے اور جنہوں نے صفر ۱۳۶۰ھ کے ترجمان القرآن میں اعلان پڑھ کر رابطہ قائم کیا۔ سید اسعد گیلانی نے اپنی کتاب "تاریخ جماعت اسلامی" میں وہ دعوت نامہ محفوظ کر لیا ہے جو چوہدری عبد الغنی مرحوم (گمن چک نزد چونی ضلع لاہور حال ضلع قصور) کو جن کا تعلق مؤخر الذکر گروہ سے تھا' ارسال کیا گیا (ص ۴۵۷' ۴۵۸)

۳۔ روداد جماعت اسلامی حصہ اول' لاہور مکتبہ جماعت اسلامی ص ۴

۴۔ تاریخ جماعت اسلامی از چوہدری غلام محمد مرحوم' باب جماعت اسلامی' (قلمی مسودہ)۔ چوہدری صاحب مرحوم نے ملک نصر اللہ خان عزیز مرحوم کو تاسیسی اجتماع کے شرکاء میں شامل کیا ہے' لیکن ملک صاحب کے انتقال پر سید مودودیؒ نے جو تعزیتی بیان جاری کیا تھا اس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ ملک صاحب تاسیس جماعت کے پندرہ دن بعد جماعت اسلامی میں شریک ہوئے' (ہفت روزہ ظاہر لاہور ۱۰ جولائی تا ۱۶ جولائی ۱۹۷۶ء ص ۷) ملک صاحب کو دعوت کے بارے میں کچھ شکوک تھے۔ جماعت قائم ہوئی تو وہ سید صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے' سید صاحبؒ نے ان کے شکوک تو رفع کر دیئے تاہم وہ کئی دن تک مذبذب رہنے کے بعد یکسو ہوئے اور جماعت میں شرکت اختیار کی۔ خود ملک صاحب مرحوم نے بھی ایک موقع پر تحریر فرمایا کہ جماعت اسلامی قائم ہونے کے بعد وہ کئی دن اضطراب کی آگ میں تڑپتے رہے کہ جس مقصد (اسلامی حکومت کے قیام) کے لئے تم نے ساری عمر آزادی کی جدوجہد کی اور قید و بند میں مبتلا ہوئے' اس خالص مقصد کو نصب العین بنا کر ایک جماعت جدوجہد کے لئے میدان میں آگئی ہے' تم اس سے الگ رہ کر اپنے اللہ کو کیا جواب دو گے ؟ اسی احساسِ جوابدہی نے انہیں جماعت اسلامی کے ساتھ اس طرح وابستہ کیا کہ آخر دم تک سرگرم جہد و عمل رہے۔

۵۔ روایت میاں طفیل محمد' تذکرۂ سید مودودیؒ ص ۲۱۱

۶۔ روایت شیخ فقیر حسین مرحوم تذکرۂ سید مودودیؒ ص ۲۵۹

۷۔ تذکرۂ سید مودودیؒ ص ۳۳۲

۸۔ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی و سلیم منصور خالد "خطوط مودودیؒ" لاہور البدر پبلی کیشنز اپریل ۱۹۸۳ء ص ۸۹

۹ ۔ ہفت روزہ ایشیا لاہور

۱۰ ۔ عبد الغنی فاروق' کاروانِ عزیمت جلد اوّل لاہور' ادارۂ معارف اسلامی مارچ ۱۹۸۷ء ص ۱۵ نیز اسعد گیلانی' تاریخ جماعت اسلامی ص ۲۸۱

۱۱ ۔ اسعد گیلانی' تاریخ جماعت اسلامی ص ۲۸۱' ۲۸۲۔ ان حضرات کے علاوہ سید اسعد گیلانی اپنی تاریخ میں مندرجہ بالا فہرست میں شامل نمبر ۴ ' ۵ ' ۷ ' ۸ ' ۱۰' ۱۱' ۱۶' ۱۷' ۲۳ اور ۲۵ سے متعلق اصحاب کا نام بھی دیتے ہیں۔ اسعد صاحب نے بھی ملک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نصر اللہ خان عزیز کو تاسیسی ارکان میں شامل کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم حاشیہ ۶ میں وضاحت کر چکے ہیں۔

۱۲ - ہفت روزہ ایشیا لاہور، یکم نومبر ۱۹۸۷ء ص ۱۵

۱۳ - خطوط مودودیؒ ص ۵۹

۱۴ - اسعد گیلانی، تاریخ جماعت اسلامی ص ۲۷۶، ۲۷۷

۱۵- روداد جماعت اسلامی حصہ دوم میں حکیم صاحب کا نام محمد حسین لکھا ہے ص ۴۴۔ ان کا صحیح نام محمد حسن ہی ہے (طفیل محمد)

۱۶- ڈاکٹر سیّد اسعد گیلانی کی مرتب کردہ ۷۵ بانی ارکان کی یہ فہرست اجتماع جماعت اسلامی پنجاب (۸ تا ۱۰ مارچ ۱۹۹۱ء منصورہ، لاہور) کے موقع پر اجتماع گاہ میں ایک بورڈ پر لگائی گئی جس کا عکس ماہنامہ آئین لاہور نے اپنی مئی ۱۹۹۱ء کی اشاعت میں شائع کیا ص ۲۶ - ۲۷

۱۷- دعوت اسلامی کے تاثرات کا مختصر ذکر ہم اپنی کتاب تاریخ جماعت اسلامی حصہ اول میں کر چکے ہیں۔ ان متاثرین میں قدیم و جدید درس گاہوں سے نکلے ہوئے اکابر اور اصاغر بھی تھے۔ اکابر میں اچھی خاصی تعداد ایسے اصحاب کی تھی جو دعوت اسلامی کے لٹریچر میں نوجوانوں کی فکری اور اعتقادی گمراہیوں کا علاج پاتے تھے۔ (ص ۵۱۵) تاسیس جماعت سے پہلے جو اصحاب دعوت سے متاثر ہو چکے تھے اور بعد ازاں اگلے دو تین برسوں میں جماعت اسلامی کے رکن بنے۔ ان میں مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا ابو الحسن علی ندوی، مولانا صدر الدین اصلاحی، مولانا مسعود عالم ندوی، سید نقی علی، مولانا عبد الغفار حسن، مولانا اختر احسن اصلاحی، مولانا جلیل احسن ندوی، مولانا محمد اسماعیل عمری (مدراس) مولانا محمد یوسف، مولانا عبد العزیز (کوئٹہ) مولانا ابواللیث اصلاحی، عبد الجبار غازی، پروفیسر عبدالبشیر آذری، تاج الملوک، سردار علی خان (میرے) سید فضل معبود، چوہدری علی احمد خان، سید ممتاز حسین، خواجہ محمد صدیق وغیرہ نمایاں اصحاب تھے۔ مولانا امین احسن اصلاحی اگرچہ تاسیسی اجتماع میں شریک نہیں ہوئے، تاہم انہیں اس موقع پر رکن بنا لیا گیا تھا کیوں کہ اسی اجتماع میں شوریٰ کے اجلاس میں انہیں الٰہ آباد، بنارس، گورکھپور، فیض آباد ڈویژن اور صوبہ بہار کا امیر مقرر کیا گیا تھا اور جماعت میں مناصب صرف ارکان ہی کو دیئے جاتے تھے۔ مولانا صدر الدین اصلاحی تحریک اسلامی میں شریک ہونے والوں میں السابقون الاولون میں تھے۔ وہ تحریک دارالاسلام کے بانی ارکان میں سے تھے۔ دارالاسلام (جمالپور) میں سیّد مودودیؒ کے ساتھ رہے اور چوہدری نیاز علی خان کے ساتھ اختلاف کی بناء پر دارالاسلام چھوڑنا پڑا تو سیّد صاحبؒ کے ساتھ لاہور آگئے اور علمی و عملی دعوتی لٹریچر کی تیاری میں ان کا دست و بازو بنے رہے۔ اس تحریک کے باقی چاروں تاسیسی ارکان (دیکھئے مصنف کی کتاب تاریخ جماعت اسلامی حصہ اول) جماعت اسلامی کے تاسیسی اجتماع میں شریک ہوئے اور رکن بنے، لیکن ڈاکٹر سیّد اسعد گیلانی کی مرتب کردہ ۷۵ بانی ارکان کی فہرست میں صدرالدین اصلاحی کا نام شامل نہیں ہے، جب کہ چوہدری غلام محمد مرحوم کے قلمی مسودہ میں انہیں تاسیسی ارکان میں شمار کیا گیا ہے اور یہ مسودہ سیّد مودودیؒ کی نظر سے گزر چکا ہے۔ دراصل مولانا صدر الدین اصلاحی ان دنوں اپنے وطن چلے گئے تھے اور وہاں سے رنگون، جہاں سے ان کی واپسی ۱۹۴۳ء کے ابتدائی مہینوں (اغلباً فروری کے اواخر یا مارچ کے آغاز) میں ہوئی (میں بھی حاضر تھا وہاں از حکیم خواجہ اقبال احمد ندوی مندرجہ آئین لاہور ۱۵ فروری ۱۹۸۸ء ص ۲۷) شاید تحریک دارالاسلام کا بانی رکن ہونے کی وجہ سے سیّد صاحبؒ نے انہیں بانی ارکان میں شامل فرما لیا تھا۔ (میرے نزدیک بھی یہی بیان درست ہے۔ وہ تحریک دارالاسلام کے رکن تھے اور میرے سامنے ان کا ایک اجلاس ہوا۔ ن ص)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۸۔ یہ سیّد صاحب" کے اپنے الفاظ ہیں۔

۱۹۔ دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات ص ۴۹

۲۰۔ جماعت اسلامی کے ۲۹ سال ص ۵

۲۱۔ تحریک اسلامی مرتبہ پروفیسر خورشید احمد ص ۲۴۳

۲۲۔ یہاں جماعتی تنظیم کا ذکر کیا جا رہا ہے' تحریک کا نہیں' اسلام کے لئے کام کرنے والی تحریک بر صغیر میں سیّد احمد شہید" بھی برپا کر چکے تھے اور وہ بھی سوچی سمجھی اور خالصتہً "لوجہ اللہ تھی۔

بقیہ: جماعت اسلامی کیا دیتی ہے

مخالف ہیں' جو دشمن ہیں یہاں حریف وہ بھی ہوتے ہیں جو پیارے ہیں' جو جگر کے ٹکڑے ہیں' جو عزیز ہیں۔ یہاں تیر و تفنگ کی لڑائی نہیں ہے۔ یہاں ذہن و فکر' دل و ضمیر میں لڑائی ہے۔ یہاں حق و باطل کا معرکہ بپا رہتا ہے۔ ہر لمحہ شیطان اپنی ذریات سے حملہ آور ہوتا رہتا ہے۔ یہ سرد جنگ ہے' ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ کبھی کبھی گرم جنگ میں بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ اطاعت رب میں ساری زندگی بسر کر دینا ہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

دوسری حالت کارکن کی یہ ہو سکتی ہے۔ کہ وہ ابھی تیاری کر رہا ہے۔ وہ ابھی ٹریننگ کیمپ میں ہے۔ جو کارزار میں ہیں' انہوں نے تو اپنی ساری پونجی میدان جنگ میں جھونک دی اور وہ شاداں و فرحاں ہیں۔ جو ابھی سپاہی ہیں' تیاری کے مرحلے میں ہیں' ان کے اندر شوق انگڑائیاں لیتا ہے اور لمحہ بہ لمحہ فزوں ہوتا رہتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے:

"ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا۔ اور ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا۔ اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہے۔ انہوں نے اپنے رویّہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی"۔ (الاحزاب۔ ۲۲)

تحریکِ اسلامی میں شامل ہونا سعادتِ دارین حاصل کرنے کا زینہ ہے۔

© rasailojaraid.com